حکیم محمود احمد ظفر

بلند مقام

"مجھے کون اپنی بیٹی دے گا"

یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے تھے جو سیاہ رنگ، کوتاہ قامت اور کم رو تھے۔ جتنے وہ کالے تھے اتنا ہی ان کا دل نور ایمان سے منور اور کردار حسن و جمال سے مزین تھا۔ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں اور جو موجود نہیں ہیں میں نے سب کو شادی کا پیغام دیا لیکن مجھے کوئی رشتہ دینے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ سرکار دو عالم ﷺ کو ان کی حالت پر رحم آیا۔ فرمایا: "عمرو بن وہب کے پاس جاؤ۔ ان کے دروازے پر دستک دو اور سلام کے بعد ان سے کہو کہ اللہ کے نبی نے تمہاری بیٹی میرے ساتھ بیاہ دی ہے۔

عمرو بن وہب بنو ثقیف کے فرزند تھے۔ طبیعت میں ذرا درشتی تھی۔ ان کی لڑکی نہایت حسین و جمیل اور ذہین و فطین تھی۔ سعد ان کے گھر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا۔ گھر والوں نے دروازہ کھولا تو انہوں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام سنایا۔ عمر اور ان کے گھر والے نہایت پریشان ہوگئے۔ بھلا ایسے بدصورت اور کالے کلوٹے سے ہم اپنی حسین و جمیل اور چندے آفتاب اور چندے ماہتاب بیٹی کیسے بیاہ دیں؟ چنانچہ انہوں نے سعد کو واپس لوٹا دیا۔

لڑکی نے بھی سعد کی آواز سن لی تھی۔ فوراً باہر نکل آئی اور سعد کو آواز دی:

بندۂ خدا! واپس لوٹ آؤ، اگر سرور کائنات ﷺ نے تمہارے ساتھ شادی کر دی ہے تو حضور ﷺ کا فرمان سر آنکھوں پر۔ میں اس چیز پر راضی ہوں جس سے خدا اور اس کا رسول راضی ہیں"

پھر وہ سعادت مند لڑکی اپنے باپ سے کہتی ہے کہ "قبل اس کے کہ وحی الٰہی آپ کو دنیا و آخرت میں رسوا و ذلیل کر دے، اپنی نجات کی فکر کیجئے"

عمرو بن وہب ہانپتے کانپتے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"تم ہی نے میرے فرستادے کو لوٹایا تھا؟"

یہ الفاظ سن کر عمرو بحر ندامت میں غرق ہوگئے۔ اسی ندامت بھرے لہجے میں عرض کیا:

"جی ہاں۔ یہ غلطی مجھ ہی سے سرزد ہوئی تھی۔ ہمیں اس شخص کی بات کا اعتبار نہ تھا۔ ہمیں معذور فرمائیے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہماری مغفرت کی دعا فرمائیے۔ ہم نے لڑکی بیاہ دی۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ اب آپ ﷺ نے سعد سے فرمایا:

"اپنی بیوی کے پاس جاؤ"

سعد اٹھے اور اپنی بیوی کے لئے تحفے تحائف خریدنے بازار کی طرف چل دیئے۔ بازار پہنچے ہی تھے کہ منادی کی آواز کان میں پڑی۔ وہ کہہ رہا تھا۔

یا خیال اللہ ارکبی وبالجنتہ البشری

اے اللہ کے شہ سوارو! جہاد کے لئے سوار ہو جاؤ اور جنت کی بشارت لو۔

اس اعلان کا سننا تھا کہ سعد کے سارے ولولے اور جذبات سرد پڑ گئے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کا جذبہ سب جذبوں پر غالب آ گیا۔ جس رقم سے نوبیاہتا بیوی کے لئے تحفے تحائف خریدنے تھے اب اس سے سامان حرب خریدے اور فوراً مجاہدین کی جماعت میں پہنچ گئے۔ سر پر عمامہ باندھا ہوا تھا لہذا کوئی انہیں نہیں پہچانتا تھا۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی نہ پہچانا۔

ایک موقع ایسا بھی آیا کہ سعد کا گھوڑا اڑ گیا۔ فوراً گھوڑے سے اترے اور آستین چڑھا کر پیدل ہی لڑنے لگے۔ حضور ﷺ نے ہاتھوں کی سیاہی دیکھ کر پہچان لیا۔ آواز دی:

"سعد!" مگر سعد وارفتگی کے عالم میں تھے۔ انہوں نے آواز نہ سنی۔ کافروں کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ آخر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

جنگ ختم ہوئی تو حضور ختمی مرتبت ﷺ کو پتہ چلا کہ سعد نے جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ آپ ﷺ اُن کی لاش پر تشریف لے گئے اور محبت و شفقت سے ان کا سر گود میں رکھ لیا۔ سعد کتنا خوش قسمت تھا جس کا سر حضور ﷺ کی گود میں تھا، وہ تو کہہ رہا ہو گا.....

بچہ ناز رفتہ باشد زیں جہاں نیاز مندے
کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

سرکار دو عالم ﷺ نے اس کا گھوڑا اور اسلحہ اس کی نوبیاہتا بیوہ کے پاس بھجوا دیا اور اس کے سسرال والوں کو کہلا بھیجا: "اللہ تعالی نے سعد کی شادی تمہاری لڑکی سے بہتر لڑکی سے کر دی ہے" رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ

(بقیہ از ص ۳۱)

جابر، ظالم اور بد کردار بناتے ہیں۔ دنیا کو پہلا تحریری دستور دینے والے مدینے کے تاجدار ﷺ کا اسوۂ حسنہ کچھ اور ہی ہے۔ جس ذات اقدس نے مدینے کی شہری مملکت کو دس لاکھ مربع میل تک وسیع کر دیا اس نے عوام سے اپنے آپ کو کبھی الگ نہیں رکھا

صرف وہی سیاست دان اپنے ذاتی کردار کے بارے میں عوامی محاسبے کا کھلا اعلان کر سکتا ہے جو عادل اور بے لوث ہو۔ اسلام میں اقتدار امانت ہے۔ یہاں حکمرانی جواب دہی کا دوسرا نام ہے۔ ہر اسلامی مملکت کے دستور میں یہ شق شامل ہونا چاہیئے کہ مدت حکومت کے ختم ہوتے ہی سربراہ مملکت اپنے آپ کو عوامی محاسبے کے لئے پیش کرے۔ پھر دیکھیے کہ اس اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کے بعد زندگی کا کیا رنگ ہوتا ہے۔